حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

اعجاز رحمانی: شخصیت اور فن

صائمہ خان

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Abstract

Ejaz Rahmani was born on February 2, 1936 in the famous city of Aligarh, India. His father's name was Syed Ayub Ali Rahmani. When he was 9 years old, his mother died. When he was 12 years old, his father also left this place. Because of this, he faced great difficulties in getting an educationIn 1954, Ejaz Rahmani migrated from India to Pakistan. In 1958, he got married to his cousin. After that, his second marriage was with Shaheen Bibi, who supported him in every way in his literary journey. He started his literary journey with poetry. His first Naatiya collection was named "Ijaz Mustafa". After that, 5 Naatiya collections and 6 ghazals were published. Apart from this, Ijaz Rahmani was a poet as well as a researcher, critic and prose writer.Ejaz Rahmani will pass away at the age of 83 on October 26, 2019. His funeral prayer was offered on October 27 after Asr. The shining star of Urdu literature has come to an end.

Keyword.EjazRahman. UrduLiterature.AzadiMovement.Karachi.Researcher.Critic.Poet.

اعجاز رحمانی ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء کو ہندوستان کے مشہور شہر علی گڑھ (دیناپور) کے محلہ بنی اسرائیلاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے اختلاف بھی ہے ان کا اصل نام اعجاز علی رحمانی ہے جب کہ دنیائے ادب میں وہ اعجاز رحمانی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ڈاکٹر شہزاد احمد نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے:

"سید اعجاز رحمانی (اعجاز رحمانی) ۱۶ فروی ۱۹۳۶ء کو علی گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔"(۱)

"اعجاز" تخلص کرتے ہیں۔ مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی سے نسبت ہونے کی وجہ سے خود کو رحمانی لکھتے تھے۔اعجاز رحمانی کا تعلق ایک سید خاندان سے ہے جو مذہبی اور تصوف کے علوم کا مرکز رہا ہے۔ آپ کے والدین علی گڑھ کے محلہ بنی اسرائیلاں میں ایک مدت سے رہائش پذیر تھے۔اعجاز رحمانی کا پورا خاندان مذہبی تھا جس بنا پر انھیں گھر میں بھی پورا مذہبی ماحول میسر آیا۔ ان کے والد کا نام سید ایوب علی رحمانی ہے جو کہ صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ سید ایوب علی رحمانی محنتی اور جفاکش انسان تھے اور آٹو موبائل کے شعبے سے منسلک تھے۔ اعجاز رحمانی اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں:

"میرے والد سید ایوب علی رحمانی آٹو موبائل کے شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت اچھے مکینک تھے ک، ان کے بہت سے شاگرد تھے، آج بھی ان کے شاگردوں کی تعداد موجود ہے جو میرے والد کا تذکرہ نہایت پرخلوص انداز میں کرتے ہیں۔"(۲)

سید ایوب علی رحمانی کی تین اولاد تھیں جن میں اعجاز رحمانی سب سے بڑے سپوت تھے جنھیں لے کر ان کے دل میں بے تحاشا خواہشات بھی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کے چھوٹے بھائی سید آفاق علی اور چھوٹی بہن صابرہ تھیں۔ اعجاز رحمانی کی عمر صرف نو سال تھی جب ان کی والدہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں جب کہ آپ کی والدہ کی وفات کے تین سال بعد اعجاز رحمانی کے والد کا سایہ بھی ان کے سر سے اٹھ گیا اس وقت ان کی عمر صرف ۱۲ سال تھی۔ والدین کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد ان کی پرورش کا ذمہ ان کی دادی نے لیا جو کہ ایک مذہبی خاتون تھیں۔ اعجاز رحمانی کی تربیت ان کی دادی شفیع النساء کے ہاتھوں ہوئی۔ جو سیدانی کے نام سے مشہور تھی۔ نامساعد اور ناساز گار حالات کے باوجود ان کی دادی نے ان کی اور ان کے بہن بھائی کی پرورش نہایت دل جمعی سے کی۔ وہ بہت محنتی اور خوددار خاتون تھیں جنھوں نے تینوں بہن بھائیوں کی کفالت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بچپن کا زمانہ بہت حسین ہوتا ہے مگر اعجاز رحمانی نے اپنا بچپن والدین کی وفات کے بعد بہت کٹھن اور مشکل حالات میں گزارا۔ احمد حسین صدیقی لکھتے ہیں:

"نامساعد اور ناساز گار حالات کے سبب اعجاز رحمانی کو اپنی تعلیم جاری رکھنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔"(۳)

چھوٹے سے بچے کی بساط ہی کیا یوں جو کھیلنے کے دن تھے کمانے میں لگ گئے انھوں نے اپنے بچپن میں ہی کام شروع کر دیا۔ سکول کے بعد انھیں فراغت کے لمحات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

میسر آتے تھے وہ الیکٹرک بلیٹنگ کے شعبے کا کام سیکھنے میں گزر جاتا۔

تعلیم وملازمت

اعجاز رحمانی کو مکمل مذہبی ماحول ملا۔ ان کا سارا وقت دینی ماحول میں گزر تا تھا۔ اس زمانے میں بھارت کے ہر مسلم سکول میں علامہ اقبال کا لکھا ہوا ترانہ پڑھا جاتا تھا ۔اعجاز رحمانی بہت شوق سے یہ ترانہ پڑھنے سکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے دل میں شاعری کی رغبت ہوئی۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا (۴)

زمانہ طالب علمی میں اسکول کے اوقات کار کے بعد مدرسہ شیبہ جامع مسجد علی گڑھ میں نماز مغرب تا عشاء دینی تعلیم کے لیے جایا کرتے تھے جہاں سے وہ قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتے۔ یوں ان کا زیادہ وقت دینی ماحول میں گزر جاتا جس باعث حمد و نعت سے ان کی دل چسپی اسی عمر میں پروان چڑھی۔ کراچی آکر رُکے ہوئے تعلیمی سلسلے کو از سر نو بحال کیا اور ۱۹۶۳ء میں انھوں نے اُردو فاصل کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا قیام پاکستان کے بعد اعجاز رحمانی کی طبیعت میں بے حد اضطراب تھا وہ چاہتے تھے کہ وہ پاکستان آئیں اور اسے دیکھیں اسی بے چینی کے سبب انھوں نے ہندوستان سے پاکستان کی جانب ہجرت کی۔ اپنی دادی کو دہلی کا بتا کر گھر سے روانہ ہوئے کہ دو دن کے بعد واپس آجاؤں گا مگر آپ دادی کے علم میں لائے بنا ہی دہلی کا بہانہ تراش کر پاکستان چلے آئے۔ یوں اعجاز رحمانی ۱۹۵۴ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور میر پور خاص میں اپنے خالو کے پاس آکر قیام کیا۔ مگر میر پور خاص کی فضا آپ کو راس نہ آئی اور نہ ہی آپ وہاں دل لگا سکے چنانچہ ۹ ماہ کے قلیل عرصہ کے بعد آپ نے میر پور خاص کو چھوڑ کر کراچی شہر کو اپنا مسکن بنایا جہاں آپ تادم مرگ قیام پذیر رہے۔ ذریعہ معاش کے لیے انھوں نے پہلے پہل کراچی میں ابر ہیم مٹیل انڈسٹری میں کام کیا جہاں انھیں روز کے کام کے عوض یومیہ ساڑھے تین روپے معاوضہ ملتا تھا جو کہ اس زمانے میں ایک اچھی تنخواہ تھی۔ بعد ازاں انھوں نے طویل عرصہ تک پاکستان ٹوبیکو کمپنی میں ملازمت کی۔ پاکستان آنے کے بعد معاشی جدوجہد میں مصروف و مشغول رہے مگر شعر کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑے رکھا۔ آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی کے رکن ہونے کا بھی اعزاز حاصل رہا۔ اعجاز رحمانی ایک محنتی انسان تھے جب وہ ہجرت کر کے پاکستان آئے تو ابتدا میں انھیں بہت سے مشکلات کا سامان کرنا پڑا مگر انھوں نے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ اعجاز رحمانی کی جفاکشی کا یہ عالم رہا کہ انھوں نے ایک عرصہ تک رکشا بھی چلایا اور کچھ عرصہ بیکری پر بھی کام کیا مگر اپنی جدوجہد کو جاری وساری رکھا۔

ازدواجی زندگی

اعجاز رحمانی نے اپنی خالہ زاد کو اپنی شریکِ حیات بنانے کا فیصلہ کیا اور یوں ۱۹۵۸ء میں وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اعجاز رحمانی نے بحیثیت شوہر اپنی ذمہ داریوں کو بہ خوبی نبھایا۔ مگر اُن کی اہلیہ عقیلہ بی بی کی زندگی نے طویل عرصے تک وفا نہ کی اور جلد ہی وہ اعجاز رحمانی کے آنگن میں دو پھول کھلا کر دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ اعجاز رحمانی کی پہلی رفیقہ حیات بہت کم عمری میں دنیا سے چل بسیں۔ ۱۹۶۳ء کو وہ شاہین بی بی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ ان کے اس عقدِ ثانی پر اولاد کی جانب سے کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ اعجاز رحمانی نے اپنے بچوں کی بہتر تربیت کے لیے شاہین بی بی کا انتخاب کیا جنھوں نے تاحیات اعجاز رحمانی کا ہر نشیب و فراز میں بھرپور ساتھ دیا۔ شاہین بی بی کے تعاون سے ہی ان کا تخلیقی کام جاری وساری رہا۔ شاہین بی بی نہایت سلقیہ شعار اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ گھر، اولاد جن کی بنیادی ترجیحات میں شامل رہا۔ شاہین بی بی کے بطن سے اعجاز رحمانی کے گیارہ (۱۱) بچے پیدا ہوئے جن میں سے دو کا انتقال ہو گیا اور نو حیات ہیں۔ جن میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے موجود ہیں۔ تفہیم رحمانی اپنے والدین کی ازدواجی زندگی کے بارے میں یوں بتاتے ہیں:

"ہم نے ہمیشہ اپنے والد کو والدہ کا احترام اور انھیں اہمیت دیتے دیکھا۔ ہمارے کسی بھی معاملے میں وہ فیصلہ والدہ کے سپرد کر دیا کرتے تھے جب والدہ سے اجازت مل جائے تو انھوں نے کبھی اس پر اعتراض نہ اٹھایا۔ چھوٹی چھوٹی نوک جھونک اور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

اختلاف بھی دیکھا۔ یوں تو اس اختلاف کو رشتے کا حسن سمجھا جاتا ہے اگر کبھی ان میں اختلاف ہو بھی جاتا تو دوسرے ہی لمحے وہ یوں گفتگو کر رہے ہوتے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو وہ ایسی ہونے والی نوک جھونک کو کبھی طوالت نہ دیتے تھے۔"(۵)

شاہین بی بی کا تعلق علمی و ادبی گھرانے سے تھا اور وہ اچھا شعری ذوق بھی رکھتی تھیں۔ اعجاز رحمانی جب کوئی نیا شعر یا نعت لکھتے تو شاہین بی بی کو سب سے پہلے سنایا کرتے تھے اعجاز رحمانی زندگی کے ہر معاملے میں شاہین بی بی کے مشورے سے چلا کرتے تھے۔ اعجاز رحمانی نرم مزاج انسان تھے، محبتیں بانٹنے والے اور خیال رکھنے والے شوہر تھے۔

ادبی سفر کا آغاز

اعجاز رحمانی اردو کے معاصرین شعرا میں خاص مقام رکھتے تھے جو بیش تر اصناف سخن میں اپنی حیثیت تسلیم کروا چکے ہیں۔ اعجاز رحمانی کا شمار ان شعرائے کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے بہ یک وقت نعت و حمد اور غزل میں شہرت پائی۔ اعجاز رحمانی نے جس ماحول میں آنکھ کھولی عشق رسولؐ کا جذبہ ان کے دل میں جاگزین ہوا۔ انھوں نے نعت خوانی بھی کی اور ساتھ ہی اپنا تخلیقی سفر جاری و ساری رکھتے ہوئے کئی نعتیں بھی کہیں جن کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ شعر و سخن کا ذوق انھیں بچپن سے تھا۔ گیارہ سال کی عمر میں انھوں نے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ اعجاز رحمانی نے بطور شاعر سفر کی ابتدا کراچی سے کی۔ رفتہ رفتہ انھوں نے عالمی شہرت حاصل کر لی۔ پھر مختلف مشاعروں میں شرکت کی غرض سے مختلف ممالک کے اسفار اختیار کیے اور دنیا کے گوشے گوشے میں ان کے کلام کی گونج سنائی جانے لگی۔ ان کے کلام پر نگاہ ڈالیں تو ان کی بسیار نویسی کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اگر وہ بسیار نویسی کی بجائے کم لکھتے اور انتخاب شائع کرواتے تو نسبتاً اس سے زیادہ نام کما سکتے تھے۔

شخصیت

شخصیت کی تشکیل و تعمیر میں خاندان اور ماحول کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اعجاز رحمانی کا گھرانا دین دار تھا والدین کی وفات کے بعد دادی نے ان کی دینی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جس کا گہرا اثر ان کی شخصیت پر پڑا اور ان کی طبیعت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب راغب نظر آتی ہے جو خصوصیات ان کی شخصیت میں موجود تھیں وہ اسی ماحول کی مرہون منت تھیں۔ کسی انسان کی پہچان اس کی شخصیت سے ہی ممکن ہے اور ماہرین کا ماننا ہے کہ شخصیت کسی فرد کے منفرد خصائص کی تنظیم ہوتی ہے جس پر افراد کے کردار کا خصوصی اور پیہم انداز منحصر ہوتا ہے۔ ابوالاعجاز صدیقی "کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ادب تمام تر نہ سہی لیکن خاصی بڑی حد تک ضرور شخصیات کا اظہار ہے۔ کبھی براہ راست کبھی بالواسطہ۔"(۶)

اعجاز رحمانی خوش اخلاق، خوش گفتار، مہذب اور خود دار انسان تھے۔ انھوں نے زندگی کا ابتدائی حصہ عسرت زدہ حالات میں گزارا مگر اس کے باوجود آپ کی ظاہری شخصیت باوقار اور دل آویز تھی۔ انھوں نے مشکل حالات میں قناعت کو ہاتھوں سے نہ جانے دیا اور درویشانہ زندگی بڑی آن بان سے گزاری۔ اعجاز رحمانی مزاجاً درد مند واقع ہوئے تھے مگر کبھی کبھار آپ کے مزاج میں غصے کی ایک لہر جتنی شدت سے آتی ویسے ہی لوٹ بھی جاتی شاید اس کی ایک اہم وجہ ان کا اصول پسند ہونا اور ان کی خودداری (انا پرستی) بھی تھی مگر یہ غصہ وقتی ہوا کرتا تھا اور جلد ہی غائب ہو جایا کرتا تھا کبھی اس نے کرختگی کی صورت اختیار نہ کی جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ اعجاز رحمانی کی سرشت میں محنت اور جفاکشی ابتدا سے ہی تھی۔ بہت مشکل اور کڑے وقت میں بھی محنت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ پاکستان ہجرت سے قبل اسکول کے زمانے میں جو وقت بچتا اس میں بھی کام سیکھتے اور ہجرت کے بعد کام کی لگن میں وہ جوش رہا جو کبھی ماند نہ پڑا۔ زندگی کی نشیب و فراز کے باوجود زندہ دلی کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا۔ اعجاز رحمانی پرکشش اور جاذب نظر شخصیت کے مالک تھے، نہایت نیک، پاکیزہ سیرت اور شریف النفس بااخلاق انسان تھے۔ آپ گفتگو میں نرمی برتتے اور آپ کی بات کا انداز نہایت دل نشیں تھا۔ اعجاز کے مزاج میں منافقت، دکھاوا، خوشامد اور عداوت کی بہ جائے عجز و انکساری پائی جاتی تھی۔ تفہیم رحمانی اس ضمن میں بتاتے ہیں:

"بابا اکثر گھر کے باہر دوستوں کے ساتھ کہیں بھی بیٹھ جایا کرتے تھے اور ہم اکثر انھیں بولتے کہ ابو یوں باہر مت بیٹھا کریں تو بڑی متانت سے کہتے کہ انسان کا کردار بولتا ہے دکھاوا نہیں بولتا۔ خود کو ایسا بنائیں کہ لوگ آپ کے ساتھ کہیں بھی بیٹھ جائیں۔"(۷)

اعجاز رحمانی سب کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ انتہائی شفیق اور ملنسار کہ ہمیشہ اس تگ و دو میں لگے رہتے کہ کوئی نیکی ہاتھ سے جانے نہ پائے۔

ان کے بیٹے تفہیم رحمانی سے جب بات ہوئی تو انھوں نے اپنے والد کی شخصیت کے اس پہلو کو یوں بیان کیا:

"یوں تو میرے والد کی شخصیت کے بہت سے پہلو میرے لیے نمونہ ہیں مگر ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوا کرتی تھی کہ نیکی کے کسی کام کو چھوڑا نہ جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ نیکی چھوٹی ہو کہ بڑی اس کا اجر و ثواب ضرور مل جائے گا۔"(۸)

اعجاز رحمانی صبح سویر جاگنے کے عادی تھے وہ معمول کے مطابق فجر سے پہلے جاگ جاتے تھے خواہ رات کتنی ہی دیر سے آنکھ لگی ہو۔ صبح سویرے جاگنا اور فجر ادا کرنا ان کے معمولات میں سے تھا۔ وہ نماز کی پابندی کیا کرتے تھے۔ وقت کے پابند تھے جب کہیں پہنچنا ہوتا تو معین وقت سے پہلے وہاں موجود ہوتے بہت سے لوگ ان کی اس عادت سے خائف بھی ہوتے تھے۔ اعجاز رحمانی شفیق انسان تھے ملنے والا پہلی ہی ملاقات میں ان کی گرم جوشی، اخلاق اور اپنائیت سے متاثر ہو جاتا تھا۔ نعت گو شاعر تھے مزاح سے ان کو دور دور تک کوئی واسطہ نہ تھا مگر اس کے باوجود کبھی کبھار ان کی طبیعت میں شوخی غالب آجاتی اور ان کی گفت گو میں مزاح کا عنصر در آتا۔ اس بارے میں پروفیسر سحر انصاری سے جب گفت گو ہوئی تو انھوں نے ان الفاظ میں اعجاز رحمانی کے بارے میں بتایا:

"بذلہ سنج، خوش مزاج اور ظرافت الطبع تھے اعجاز رحمانی خوش مزاج انسان تھے۔"(۹)

اعجاز رحمانی اچھے کھانے کے شوقین ضرور تھے مگر عام طور پر ان کی غذا سادہ اور معمولی تھی۔ انھیں جو بھی ملا شکایت کیے بنا کھا لیا کرتے تھے۔ چاول کی نسبت پھلکے شوق سے کھاتے تھے مگر پلاؤ، شامی کباب اور قورمہ ان کی مرغوب غذا تھی اس کے علاوہ دیسی غذاؤں کے بھی شوقین تھے۔ کبھی کبھی فرمائش پر سرسوں کا ساگ اور بیسن کی کڑھی بنواتے تھے۔ پھلوں میں انھیں آم بے حد پسند تھا۔ گو کہ وہ ذیابیطس کے مریض تھے مگر پھر بھی گھر والوں سے چھپ کر آم کھا لیا کرتے تھے۔ تفہیم رحمانی اس حوالے سے بتاتے ہیں:

"ایک بار بابا بالکونی میں چھپ کر آم کھا رہے تھے کہ میری بھانجی نے محسوس کیا کہ بالکونی میں کوئی چھپا ہوا ہے جب میری بڑی بہن کو بلایا کہ دیکھا جائے کون چھپا ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ ابو وہاں چھپے آم کھا رہے تھے"(۱۰)

اعجاز رحمانی دوسروں کی مدد کرنے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔ آپ ہر خاص و عام کے ساتھ عزت و شفقت سے پیش آتے اور جہاں جس کو مدد کی ضرورت ہوتی آپ کبھی پیچھے نہ ہٹتے۔ ان کی اولاد کا کہنا ہے کہ انھوں نے آپنے والد کو لوگوں کی مدد کرتے ہوئے دیکھا اور ان کے انتقال کے بعد گھر بہت سے ایسے لوگوں کا آنا جانا ہوا جس سے ہمیں معلوم پڑا کہ وہ کس قدر لوگوں کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اعجاز رحمانی اصول پسند انسان تھے۔ اصولوں پر معمولی سے معمولی بات بھی انھیں گراں گزرتی۔ صاف گوئی کو پسند کرتے تھے۔ جو بات حق پہ ہوتی کہہ دیتے۔ خوشامد، چاپلوسی اور لگی لپٹی کے وہ قائل نہ تھے۔ اس متعلق سحر انصاری بتاتے ہیں:

"گو کہ خوش مزاج انسان تھے مگر غلط بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ غلط بات پر برہم ہو جایا کرتے اور ان کی طرف سے فوری ردعمل آجایا کرتا تھا۔"(۱۱)

اعجاز رحمانی سچے اور کھرے انسان تھے سچ کہنے میں انھیں کوئی ڈر خوف نہ تھا انھیں اگر کسی کی کوئی بات گراں گزرتی احباب یا حکومت سے کسی قسم کا گلہ ہوتا تو اپنے قطعات کے ذریعے (جو کراچی کے مشہور اخبار جسارت اور جرأت میں باقاعدگی سے شائع ہوتے تھے) اس کا جواب ادبی انداز میں دے دیا کرتے تھے وہ اپنے دل میں عداوت رکھنے کے قائل نہ تھے۔ اعجاز رحمانی خوش پوشاک اور خوش گفتار انسان تھے ان کی گفت گو اور زبان میں دل کشی اور جاذبیت تھی اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسا لب و لہجہ عطا کیا تھا کہ سننے والے پر سحر طاری کر دیتے۔ ڈاکٹر فرید الدین صدیقی اس ضمن میں بتاتے ہیں:

"مجھے بارہا ان کے ساتھ مشاعروں میں جانے کا اتفاق ہوا جب وہ کلام کو مترنم لہجے میں سناتے تھے تو سامعین پر سحر طاری ہو جاتا۔"(۱۲)

اعجاز رحمانی وضع دار انسان تھے ان کی ہمیشہ کوشش رہتی کہ ان کی ذات باقیوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے کبھی کسی کی دل آزاری کا باعث نہ بنے بلکہ وہ ادبی

حلقوں، مشاعروں کی جان ہوا کرتے تھے۔ جب وہ کلام سنانے کے لیے آتے تو محفل میں موجود لوگوں کے چہروں پر بشاشت چھا جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کمال فن عطا کیا تھا روانی سے شعر کہا کرتے تھے اور کسی بھی بات کو فوراً منظوم صورت میں بیان کرنے کا انھیں خوب ہنر آتا تھا اس سلسلے میں سحر انصاری جو ان کے ساتھ اندرون و بیرون ملک مشاعروں میں ساتھ ہوتے تھے، بتاتے ہیں:

> "اعجاز رحمانی بہت تیزی سے اچھے شعر کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس معاملے میں کمال روانی بخشی تھی انھوں نے اپنے استاد سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ ایک بار دبئی کے ایک مشاعرے میں شرکت کے لیے ان کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا تو انھوں نے سفر کی ساری روداد منظوم صورت میں لکھ ڈالی۔"(۱۳)

اعجاز رحمانی طبعتاً نہایت سادہ مزاج تھے ان کی ظاہری شخصیت انتہائی پرکشش تھی قد بھی اچھا تھا اور رنگت بھی صاف تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ شوگر کے مرض کے باعث کمزور ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود اللہ نے انھیں ایسی قوت مدافعت سے نوازا تھا کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی بیماریوں کو خاطر میں نہ لایا کرتے تھے اور نہ ہی گھبراہٹ کا شکار ہوتے تھے۔ تفہیم رحمانی نے ان کی شخصیت کے اس پہلو کو یوں بتایا ہے:

> "ابو کی ظاہری شخصیت جاذب نظر اور پرکشش تھی گو کہ شوگر کے مریض تھے مگر ہم نے انھیں مشکل حالات میں بھی کبھی کمزور پڑتے نہیں دیکھا۔ ان کی شخصیت رعب و دبدبہ والی تھی ہر طرح کے حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے تھے ہم نے کبھی ان کے ارادوں اور ان کے عزم کو ڈگمگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔"(۱۴)

اعجاز رحمانی کی شخصیت کا منفرد پہلو یہ بھی تھا کہ انھیں صلے کی کوئی خواہش نہ تھی ان کی سرشت میں تھا کہ زندگی مختصر ہے اس میں جتنی نیکیاں کر سکتے ہیں کرتے جائیں اور صلہ کی توقع انسان سے مت رکھیں ان کا ماننا تھا کہ نیکی کریں صلہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ ان کا یہی عاجزانہ انداز تھا کہ اللہ نے انھیں جو مقام و مرتبہ عطا کر رکھا تھا ان میں غرور و تکبر نام کو نہ تھا بلکہ وہ بہت منجھے ہوئے انسان تھے۔ اعجاز رحمانی کو مجموعی طور پر اپنی صحت کا بہت خیال رہتا اور ان کی صحت بھی اچھی رہی وہ بے حد خوش خوراک تھے مگر ان کی خوراک بہت کم تھی۔ یوں تو انھیں بلند فشار خون اور شوگر کا مسئلہ تو تھا ہی اور وہ شوگر کی وجہ سے کمزور بھی دکھنے لگے تھے۔ اس کے باوجود وہ پیدل چلنا بے حد پسند کرتے تھے۔ شگفتہ رحمانی کے مطابق:

> "ابو کو اچھا کھانا بہت پسند تھا۔ ہر اتوار کو ناشتا باہر سے آیا کرتا تھا وہ نہاری لاتے کبھی والدہ کو بولتے حلوا پوری بنا لو۔ عید کی خریداری کروانے اُس دور میں ساتھ لے کر جاتے اور اچھی جگہ سے ہر چیز دلواتے۔ کھانا باہر کھلاتے اور آئس کریم بھی کھلاتے۔ ان کی ایک خاصیت تھی کہ خود کو چاق چوبند رکھنے کے لیے پیدل چلا کرتے تھے قرب و جوار میں کہیں بھی جانا ہو آخری وقت پر پیدل چل کر جانے کو ترجیح دیتے تھے۔"(۱۵)

اعجاز رحمانی باوقار اور دل آویز شخصیت کے حامل تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں محبت کے دیئے روشن کیے ہر ایک سے اخلاق سے پیش آنا ان کا وتیرہ تھا زندگی کے نشیب و فراز انھیں توڑ نہ سکے ساری زندگی انھوں نے زندہ دلی کا ثبوت دیا۔ آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو مستقل مزاجی، صبر و برداشت اور ثابت قدمی بھی تھا۔ حق بات کہنے میں کسی کی طعن و ملامت سے نہ ڈرتے بہ قول کلیم رحمانی:

> "والد صاحب کی ثابت قدمی نے مجھے ہمیشہ بہت متاثر کیا۔ قطعیٔ نظر اس کے کہ معاملہ گھریلو ہو کہ سماجی یا ادبی محفل حق بات کہنے میں بے باکی کا مظاہرہ کرتے اور اس بات کی بالکل پروا نہ کرتے کوئی ان کا ساتھ دے گا بھی کہ نہیں۔ اپنا موقف ڈٹ کر پیش کرتے اور اس پر ڈٹ جاتے مگر صبر و برداشت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیتے اور مجھے بھی یہ عادت والد سے ورثے میں ملی۔"(۱۶)

حرفِ سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

اعجاز رحمانی بطور باپ

بہ حیثیت والد، اعجاز رحمانی انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔ انھوں نے والدین کی وفات کے بعد بہت مشکل اور کٹھن حالات میں اپنی زندگی گزاری اور ہجرت کے بعد پاکستان آکر بھی انھوں نے بہت جدوجہد کی اور مرتے دم تک یہ کوشش جاری رکھی کہ وہ اپنی اولاد کو ہر طرح کی آسائشیں اور پرسکون ماحول مہیا کر سکیں۔ انھوں نے جب کراچی کو اپنا مسکن بنایا تو لارنس روڈ پر حامد کالونی میں ابتدائی سال گزارے مگر بعد ازاں حکومت نے اسے منہدم کر کے ایک کوارٹر دیا جس میں آپ نے رہائش اختیار کی۔ وقت کے ساتھ بچوں کے حوالے سے وہ بھی انھیں چھوٹا معلوم ہونے لگا تب انھوں نے اسے بیچ کر بڑی جگہ لی جہاں ان کی اولاد سکون سے زندگی گزار سکے۔

اعجاز رحمانی نے اپنی ساری زندگی محنت و مشقت میں گزار دی۔ وہ حساس طبیعت کے مالک تھے بچوں کو وقت دیا کرتے تھے اور ان کی ہر جائز خواہش پورا کرنے کی کوشش کرتے اور ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھتے اور ان کی ہر ضرورت کو نظروں میں رکھتے۔ ان کی یہ خوش قسمتی رہی کہ اُن کے تمام بچے ان کی حیات میں ہی عملی زندگی میں داخل ہو گئے تھے اور وفات سے دو سال قبل ۲۰۱۷ء میں سب سے چھوٹی بیٹی کی شادی کروا کے ہر طرح کے فرائض سے خود کو سبکدوش کر دیا تھا۔ تفہیم رحمانی سے جب ان کے والد کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اپنے خیالات یوں بیان کیے:

> "یوں تو ابو کی زندگی ہر لحاظ سے ہمارے لیے مثالی رہی ہے ان سے ابتدا سے انتہا تک زندگی میں جدوجہد کی انھیں ہم نے ہر لحاظ سے بہترین پایا مگر انھیں ہم نے شفیق والد کے روپ میں دیکھا، نہایت مہربان اور محبت کرنے والے باپ تھے اور کبھی ہم پہ غصہ نہ کیا میں نے یا میرے بھائی نے کبھی کہیں جانا ہوتا اور ان سے اجازت چاہتے تو وہ والدہ کی اجازت کو زیادہ اہمیت دیتے۔ ہماری ہر خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے ہمیں اعتبار دیا اور اس قدر شعور بھی کہ ہم اپنا اچھا برا خود سمجھ سکیں ہمیشہ ہمیں کہا کرتے تھے کہ آپ اپنا اچھا بُرا خود سمجھتے ہیں کبھی کسی غلط چیز کی طرف مت جایئے گا۔"(۱۷)

اعجاز رحمانی کے خمیر کو محبت کی مٹی سے گوندھا گیا تھا انھیں بچوں سے بے حد لگاؤ اور پیار تھا۔ بچے اپنے ہوں کہ پرائے اُن کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں پانچ بیٹیاں تھیں اور اولادِ ذکور کی تعداد چار تھی۔ اولاد میں انھیں اپنی بیٹیوں سے بے تحاشا محبت تھی۔ بیٹی کی پیدائش پر بہت خوشی کا اظہار کرتے اور اس کی تعلیم و پرورش میں کسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ ان کی بیٹی شگفتہ رحمانی اس ضمن میں بتاتی ہیں:

> "میرے والد کو بچے بہت پسند تھے۔ بچوں کے ساتھ انتہائی شفیق تھے اور دوستانہ رویہ روا رکھا کرتے تھے ہم پانچ بہنیں بڑی ہیں چار بھائی ہم سے چھوٹے۔ بیٹیوں سے ان کی محبت مثالی تھی، انتہائی بااخلاق انسان تھے۔ انھوں نے ہماری تربیت اپنے ڈھب سے کی ہمیں تاحیات برداشت کی تلقین کی اور ہمیشہ سمجھایا کہ زندگی گزارنے کے لیے صبر کرو گے تو آسانیاں ملیں گی گھر برداشت سے بنتے ہیں ان کی تربیت زندگی کے ہر موڑ پر مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔"(۱۸)

والدین کا کردار بچوں کے لیے مثالی ہوتا ہے۔ اعجاز رحمانی کا بچوں سے رویہ دوستانہ ہوتا۔ وہ بچوں اور ان کی ضرورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔ وہ انتہائی حساس انسان واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی مسلسل جدوجہد میں گزاری اور اپنی اولاد کی زندگیاں بنانے کے لیے بہت سی قربانیاں دیں۔ کلیم رحمانی سے جب ان کے والد کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے اپنے خیالات یوں بیان کیے:

> "یوں تو ابو ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین تھے بہ حیثیت والد ان کا کردار ہمارے لیے مثالی رہا۔ انھوں نے ہماری تربیت اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مطابق کی۔ وہ ایک سیلف میڈ انسان تھے ساری زندگی جدوجہد کا سلسلہ جاری رہا اور زندگی کے کٹھن سفر میں انھوں نے اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لیے بہت سی قربانیاں بھی دیں خود بھی صلہ رحمی کرتے اور ہمیں بھی سکھایا۔ یہ انھی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جس مقام پر کھڑے کامیاب زندگیاں بسر کر رہے وہ سب ان کے توسط سے ہے۔"(۱۹)

والدین کا کردار بچوں کے لیے بے مثل ہوتا ہے۔ اعجاز رحمانی کا کردار بھی اپنے تمام بچوں کے لیے ہی مثالی رہا۔ اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ ایک مثالی باپ تھے جو اپنی اولاد کو زندگی کے ہر قدم پر کامیاب و کامران اور خوش و خرم دیکھنا چاہتے تھے۔ زرین رحمانی سے جب ان کے والد کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں بیان کیا:

> "بابا کو میں نے تاحیات محبت کا پیکر پایا۔ انتہائی شفیق، مہربان اور رحم کرنے والے۔ ان کی بہت سی عادات میں ایک امتیازی صفت درگزر کرنا بھی تھا۔ بڑے بڑے نقصان پر بھی خندہ پیشانی سے درگزر کر دیا کرتے تھے اور پریشان نہ ہوتے اور ان کے یہ الفاظ ہوا کرتے تھے کہ اللہ بہتر کرنے والا ہے اور دے گا۔ انھوں نے ہماری تربیت اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مطابق کی ہر بات سمجھانا، دنیا میں اٹھنا بیٹھنا سکھانا اور زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہ کرنا اور ہمیشہ دوسروں کی عزت کرنے کا درس دیتے۔"(۲۰)

اعجاز رحمانی حلیم طبع انسان تھے بیٹیوں سے ان کی محبت بے مثل تھی۔ اپنی ضروریات کی پروا کیے بنا بیٹیوں کی ہر خواہش اور ضروریات کو ترجیحی بنیادوں پر پورا کیا کرتے تھے۔ خود تو تاحیات کڑا وقت گزارا مگر اپنے بچوں کو مشکل میں دیکھتے تو تڑپ اٹھتے۔ ان کی بیٹی نازش رحمانی اپنے والد کے بارے میں یوں کہتی ہیں:

> "ہمارے بابا بھی ہمارے لیے گوہر نایاب تھے ہم بیٹیوں کو ہمیشہ بیٹوں کی نسبت اہمیت دیتے تھے بیٹوں کی خواہش رد بھی کر دیا کرتے تھے مگر ہم بیٹیوں کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو ہر ممکن پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ تاعمر ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرتے رہے۔"(۲۱)

اعجاز رحمانی اپنے بچوں کا افتخار تھے ہمیشہ محنت کو اپنا شعار بنائے رکھا اور اپنے بچوں کو بھی اسی کی ترغیب دی۔ ان کی بیٹی فرحت رحمانی اس ضمن میں بتاتی ہیں:

> "میں شاید ڈیڑھ دو برس کی تھی جب میری والدہ کی وفات ہوگئی میرے والد نے مجھے کبھی ان کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ میں والدہ کی وفات کے بعد اپنے نانا کے گھر رہا کرتی تھی میٹرک کے بعد میں بابا کے پاس آگئی مگر میرے بابا نے میری ذمہ داری بہ خوبی نبھائی وہ بہت محنتی انسان تھے ہم نے ساری زندگی انھیں جدوجہد کرتے دیکھا مشکل سے مشکل حالات میں بھی کبھی ہار نہیں مانی۔"(۲۲)

اعجاز رحمانی کا کردار بہ حیثیت باپ بہترین رہا اور عظمت کے ایسے مینار تھے ان کی زندگی کے ہمہ جہت پہلوؤں کا بہ غائر جائزہ لیا جائے تو ہر حوالے سے مکمل دکھائی دیتی ہے۔ اعجاز رحمانی نے تاعمر قلم و قرطاس سے اپنا رشتہ بنائے رکھا باوجود یکہ وہ اپنے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پہ رکھتے اور ان کی تعلیم و تربیت پر سمجھوتہ نہ کرتے۔ مطالعے کی عادت ان کی ابتدا سے ہی رفیق رہی۔ علم و ادت کے لیے ساری عمر وقف کر دی۔ کتابوں سے رغبت ایسی تھی کہ ہمہ وقت آپ کے کمرے میں کتابوں کا ایک انبار رکھا ہوتا۔ جو کتاب پڑھنے کا من کرتا اس کا مطالعہ کرتے۔ اپنی شریک حیات کی وفات کا غم انھیں بہت تھا اور غم غلط کرنے کو بھی وہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی شگفتہ رحمانی اس ضمن میں بتاتی ہیں:

> "میرے والد کے پلنگ پر ڈائری اور کتابیں ہمہ وقت موجود رہتی تھیں گو کہ زیادہ وقت لکھنے لکھانے کے لیے صرف ہو جاتا مگر جب اس سے فراغت ملتی تو کتاب میں محو ہو جاتے۔"(۲۳)

اعجاز رحمانی ملنسار اور خوش اخلاق انسان تھے۔ باہمت، عالی حوصلہ اور مضبوط قوت ارادی والے انسان تھے۔ وہ ایک نظریاتی انسان تھے اور تاعمر وہ جماعت اسلامی کے نظریے سے وابستہ رہے۔ نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے اور ہمیشہ نیکیاں کمانے کے چکر میں رہتے۔ تفہیم رحمانی اس سلسلہ میں ایک واقعہ بتاتے ہیں:

تصانیف

اعجاز مصطفیٰ

اعجاز رحمانی کا پہلا نعتیہ مجموعہ "اعجاز مصطفیٰ" ۱۹۷۳ء میں منظر عام پر آیا۔ اعجاز رحمانی کا یہ مجموعہ ۲۸۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۱۲۳ نعتیں شامل ہیں

جسے سردار سنز مدینہ ادب انٹر نیشنل، کراچی، نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا۔

افکار کی خوشبو

۵۵ صفحات کا یہ مجموعہ سردار سنز، بزم احباب، کراچی، نے ۲۰۱۲ء میں بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

کاغذ کے سفینے

اعجاز رحمانی کا غزلیات پر مشتمل مجموعہ "کاغذ کے سفینے" ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا پیش لفظ "مشفق خواجہ" نے لکھا ہے۔ اعجاز رحمانی کی غزلوں کا اپنا لہجہ ہے، اپنا انداز ہے جو انھیں دوسروں سے منفرد اور ممتاز بناتا ہے۔ ۱۶۴ صفحات پر مشتمل "کاغذ کے سفینے" میں ۵۸ غزلیات، ۱۵ قطعات اور ۱۵ نظمیں شامل ہیں۔

غبار انا

اعجاز رحمانی کی غزلیات پر مشتمل مجموعہ "غبار انا" ۱۹۹۰ء پر منصہ شہود پر آیا۔ ۳۵۰ (تین صد پچاس) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۳۳ قطعات شامل ہیں اور ۱۳۱ (ایک صد اکتیس) غزلیات موجود ہیں جس میں کچھ آپ بیتی ہے اور کچھ جگ بیتی، آداب محبت بھی نظر آتے ہیں اور اطوار سیاست بھی۔ اس مجموعے کو سردار سنز، بزم احباب، کراچی نے ۱۹۷۶ء میں بھرپور اہتمام سے شائع کیا۔

لہو کا آبشار

۱۹۸۹ء میں تحریک آزادی کشمیر زوروں پر تھی۔ یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی ہر شاعر اور ادیب نے اپنے قلم کے ذریعے اس تحریک میں حصہ ڈالا اس ضمن میں اعجاز رحمانی نے بھی اپنے حصے کا فرض نبھانے کی کوشش کی ہے "لہو آبشار" نظموں کا مجموعہ ہے جس کا پیش لفظ مشفیق خواجا نے "شعلہ نوائی" کے عنوان سے لکھا ۸۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۳۹ نظمیں اور ۲۶ قطعات شامل ہیں۔ وہ ساری کشمیر کے موضوعات پر مشتمل ہے۔

جذبوں کی زبان

اعجاز رحمانی غزل گو شاعر ہیں مگر ان کی پہچان ان کی نعتیہ شاعری ہے۔ ان کی غزلیات کی ۶ کتابیں منظر عام پر آئیں۔ جذبوں کی زبان ۱۴۱ (ایک صد اکتالیس) غزلوں کا گلدستہ ہے جس میں اعجاز رحمانی نے مختلف موضوعات کو نہایت دل کش انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کا یہ مجموعہ کلام ۱۹۹۹ء میں منظر عام پر آیا۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل غزلوں کا مجموعہ سردار سنز، بزم احباب، کراچی سے ۱۹۸۷ء میں شائع کیا۔

لباس غزل

اعجاز رحمانی کے نعت کے ۵ اور غزلیات کے ۶ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ "لباس غزل" میں اعجاز رحمانی کی غزل اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ادب کے افق پر رنگ بکھیرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ۳۲۰ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں ۱۱۱ غزلیات شامل ہیں جسے سردار سنز، نے ۱۹۹۱ء میں کراچی سے شائع کیا۔ جس طرح انسان محبت کے بعد ادھورا ہے اسی طرح ادب کا بھی غزل کے بنا کوئی وجود نہیں۔ اعجاز رحمانی کی شاعری کی ابتدا بھی غزلیات سے ہوتی ہے۔

پہلی کرن آخری روشنی

اعجاز رحمانی کا "اعجاز مصطفیٰ" اور "کاغذ کے سفینے" کے بعد تیسرا مجموعہ "پہلی کرن آخری روشنی" کے نام سے ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ ان کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ہے۔ "پہلی کرن آخری روشنی" ۱۸۶ صفحات پر مشتمل ہے جسے سردار سنز مدینۃ ادب انٹر نیشنل، کراچی نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا ہے۔ اس مجموعے میں ۳۸ رباعیات، ۱۳ قطعات اور ۶۸ نعتیں شامل ہیں اس مجموعے میں شامل نعتیں غزل کی ہیت میں لکھی گئی ہیں۔

آسمان رحمت

اعجاز رحمانی کا نعتیہ مجموعۂ کلام "آسمان رحمت" ۲۰۰۵ء میں منظر عام پر آیا جس میں انھوں نے فکری اور فنی سطح پر نعت گوئی کے تقاضے پورے کیے ہیں اور نعت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

آبشارِ رحمت

"آبشارِ رحمت" اعجاز رحمانی کا غیر مطبوعہ کلام ہے جسے انھوں نے اپنے کلیات نعت میں شامل کر کے شائع کیا ہے۔ اعجاز مصطفیؐ، پہلی کرن آخری روشنی، چراغ مدحت، آسمان رحمت تمام نعتیہ مجموعوں کو یک جا کر کے کلیات کی شکل میں ۲۰۰۹ء کو شائع کیا جس میں ۱۲۶ صفحات کا کلام "آبشارِ رحمت" کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے۔

لمحوں کی زنجیر

۲۷۰ صفحات کا یہ مجموعہ ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ اعجاز رحمانی حساس طبیعت کے مالک انسان تھے جن کی شاعری میں اپنے دور کے سیاسی حالات کی جھلک باآسانی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس مجموعے میں ان کی بہت سی سیاسی نظمیں آب و تاب سے شامل ہیں۔

کلیاں پھول ستارے

"کلیاں پھول ستارے" کے عنوان سے مجموعہ بچوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ یہ ان کا بارہوں مجموعہ ہے جس میں ۱۰۰ نظمیں شامل ہیں اور ۴۰ منظوم لطائف شامل ہیں اس کتاب کے دیباچے میں اعجاز رحمانی لکھتے ہیں:

سلامتی کا سفر

"سلامتی کا سفر" کے عنوان سے اعجاز رحمانی کا مجموعہ میں نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ سے وصال تک کا احوال بالترتیب شامل ہے۔ اعجاز رحمانی کا یہ مجموعہ ۸۶۹ صفحات پر مشتمل ہے جس میں حضور اکرمؐ کے مہد سے لے کر لحد تک کے واقعات کو خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے جسے بزم احباب کراچی نے بڑے اہتمام کے ساتھ ۱۹۹۹ء میں شائع کیا ہے۔

گلہائے سلام و منقبت

اعجاز رحمانی کا یہ مجموعہ ان زندہ جاوید ہستیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کا خوب صورت ذریعہ ہے۔ تین صد ستر (۳۷۰) صفحات پر یہ مجموعہ ۲۰۱۳ء میں شیخ علی اینڈ سنز تعلیمی ناشران و تاجران کتب نے شائع کیا ہے جس کا مقدمہ علامہ سید جعفر نقوی مدظلہ نے تحریر کیا ہے۔

ادبی سرگرمیاں و خدمات

اعجاز رحمانی نہ صرف کراچی بلکہ مجموعی طور پر پاکستان کے ادب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے۔ گو کہ وہ غزل کے بہت اچھے شاعر تھے مگر ان کی پہچان نعتیہ شاعری ہے۔ کراچی میں فروغ نعتیہ ادب کے لیے انھوں نے ہر چھوٹے بڑے پلیٹ فارم پر اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اعجاز رحمانی نے اپنی خدمات کو تادمِ آخر کم نہ ہونے دیا۔ نوجوان لکھاری خواہ ان کا تعلق کراچی سے ہو کہ دیارِ غیر سے ان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اعجاز رحمانی کی جماعت اسلامی سے وابستگی بہت پرانی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں جب ان کا تعلق اس تنظیم سے جڑا تو وہ غزلوں کے ساتھ ساتھ نظمیں بھی لکھا کرتے تھے بالخصوص سیاسی نوعیت کی غزلیں و نظمیں اعجاز رحمانی اپنی لکھی گئی جماعت اسلامی کے جلسوں میں پڑھتے تھے جنھیں بہت پسند کیا جاتا تھا اور ان کی شہرت کا گراف اس بدولت دن بہ دن بڑھتا چلا گیا۔

اس طرح ستم کی تیرے تشہیر کریں گے
ہر بات کو ہم خون سے تحریر کریں گے
آواز ہماری نہ دبی ہے نہ دبے گی
خاموش زبانوں سے بھی تقریر کریں گے
بے ساختہ تیرے بھی نکل آئیں گے آنسو
جب پیش تجھے ہم تصویر کریں گے (۲۴)

اعجاز رحمانی کی ادبی خدمات میں ان کی تصانیف کے ساتھ ساتھ اُن کا وہ کلام بھی شامل ہے جو غیر مطبوعہ ہے ان میں اڑھائی ہزار قطعات شامل ہیں جو روزنامہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

جسارت میں کئی سالوں سے باقاعدگی کے ساتھ چھپتے رہے ہیں۔ اُن کی ایک کتاب "روشنی کا سفر" کشمیر پر کہی گئی نظموں پر مشتمل ہے۔ اعجاز رحمانی نظموں کے اس مجموعے کو اس قدر پذیرائی وسراہا گیا کہ انھیں اس تخلیقی تصنیف کی بنا پر "شاعرِ کشمیر" کے خطاب سے نوازا گیا۔ اعجاز رحمانی نے ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کے مختلف پروگراموں میں شرکت بھی کی اور ان کی تخلیقات باقاعدگی کے ساتھ اخبارات کے ادبی صفحات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ انھوں نے اپنے اچھوتے اور منفرد طرزِ تحریر سے اندرون اور بیرون ملک اپنے پڑھنے والوں کا وسیع حلقہ احباب پیدا کیا۔ علی گڑھ (بھارت) کی ایک ادبی انجمن "ادبستان" کی جانب سے پیش کی گئی۔

وفات

اعجاز رحمانی آخری سانسوں تک لوح و قلم کی پرورش میں مصروف رہے۔ عرصہ دراز سے وہ شوگر کے مرض میں مبتلا تھے۔ کم سنی میں ہی اس مرض نے ان کو گھیر لیا تھا اور تاحیات اس مرض نے انھیں گھیرے رکھا مگر باہمت اور باحوصلہ انسان تھے۔ ہمیشہ خود کو مصروف رکھا اور ادبی مشاغل کا سلسلہ تادم جاری وساری رہا۔ ۲۰۱۲ء میں جب وہ انگلینڈ میں تھے وہاں ان کی طبیعت خراب ہوئی تب ڈاکٹر نے یہ انکشاف کیا کہ اعجاز رحمانی دل کے عارضے میں مبتلا ہیں۔ انھوں نے اپنا علاج مکمل وہاں سے نہ کروایا اور وطن واپس لوٹ آئے اور پھر خود کو دنیا ومافیہا کے کاموں اور لکھنے لکھانے کے کام میں مشغول کر دیا۔ ۲۰۱۲ء میں اپنی شریک حیات کی وفات کے بعد بہت تنہائی محسوس کیا کرتے تھے۔ اپنی تمام اولاد کو زندگی میں بہتر مقام پر دیکھنا چاہتے تھے ۲۰۱۷ء میں اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہوئے تو کبھی کبھار صحت کی صورت حال خراب بھی ہو جاتی تھی۔ محنت ومشقت اور پیہم جدوجہد کو اپنا شعار بنائے رکھا یہاں تک کہ کچھ ہی عرصے میں سب ادھورا چھوڑ کر بہ قضائے الٰہی دار فانی سے کوچ کر گئے۔

اعجاز رحمانی ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو تقریباً ۸۳ برس کی عمر میں بہ قضائے الٰہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے عزیز واقارب کے لیے یہ بہت سوگوار اور تاریک دن تھا۔ کراچی کے ادبی افق کا وہ شاندار چمکتا ستارہ جس نے اپنے قلم سے مسلمان ہونے کا حق ادا کیا، غروب ہو گیا۔ اردو ادب کے اس نقصان پر ہر چہرہ سوگوار اور ہر آنکھ نم تھی۔ اعجاز رحمانی کی وفات رات دو بجے کے لگ بھگ ہوئی تو ان کی نماز جنازہ ۲۷ اکتوبر ہفتے کو نماز عصر کے بعد قبرستان نارتھ کراچی میں ہوئی۔ جہاں ان کی شریک حیات مدفون ہیں، وہیں چار قبریں چھوڑ کر ان کو سپرد خاک کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر شہزاد احمد، اردو نعت پاکستان میں، حمد ونعت ریسرچ فاؤنڈیشن، کراچی، س ن، ص ۲۳۰

۲۔ اعجاز رحمانی، کچھ اپنے بارے میں زندگی کا سفر نہیں رکتا، مشمولہ: عظمتوں کے مینار، معرفۃ الادب انٹرنیشنل، ۲۰۱۴ء، ص

۳۔ احمد حسین صدیقی، داستانوں کا دبستان، جلد سوم، ص ۴۲

۴۔ کلیاتِ اقبال ص ۲۳

۵۔ تفہیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۱۸ مارچ ۲۰۲۴ء

۶۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۰۹

۶۔ تفہیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۱۸ مارچ ۲۰۲۴ء

۸۔ ایضاً

۹۔ پروفیسر سحر انصاری، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۰ مارچ ۲۰۲۴ء

۱۰۔ تفہیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۱۸ مارچ ۲۰۲۴ء

۱۱۔ پروفیسر سحر انصاری، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۰ مارچ ۲۰۲۴ء

۱۲۔ ڈاکٹر فرید الدین صدیقی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۱۶ مارچ ۲۰۲۴ء

۱۳۔ پروفیسر سحر انصاری، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۰ مارچ ۲۰۲۴ء

۱۴۔ تفہیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۲ارچ ۲۰۲۴ء

۱۵۔ شگفتہ رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۱۶۔ کلیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۰مارچ ۲۰۲۴ء

۱۷۔ تفہیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۲ارچ ۲۰۲۴ء

۱۸۔ شگفتہ رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۱۹۔ کلیم رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۰مارچ ۲۰۲۴ء

۲۰۔ زرین رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۲۱۔ نازش رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۲۲۔ فرحت رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۲۳۔ شگفتہ رحمانی، ٹیلی فونک مصاحبہ، ۲۴مارچ ۲۰۲۴ء

۲۴۔ شاعر علی شاعر، تنقیدی آئینے (اردو کے معروف غزل۔ نعت و نظم گو شاعر اعجاز رحمانی سے شاعر علی شاعر کا مکالمہ)، ص ۲۲۹